مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن از مولانا احمد علی لاہوریؒ اور "خلاصہ مفہوم قرآن مجید" کے منہج کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Method of “Makhzan al-Murjan fi Khulasa al-Qur'an” by Maulana Ahmed Ali Lahori and "Khalsa Mafuhum Qur'an Majeed"

Abstract

Maulana Ahmed Ali Lahori is a famous religious scholar and exegete of Pakistan. He received education and training from Maulana Ubaidullah Sindhi and mastered the knowledge of tafsir. Maulana Lahori was brought up by Ubaidullah Sindhi, who used to teach Quran in Delhi. During Talkhees, his style was very smooth, common sense and easy. He started teaching Quran in 1917 and he died in prostration in 1962 during the Isha prayer. There are people who are getting the blessing of serving the Holy Quran through the summary of the Quran

Abstract meaning Quran Majeed is a book prepared by Pakistan Army, in which the main subjects of Quran Majeed are divided into 27 sections and explained in a short way, it is clear from the study of this book. It is true that in Pakistan, the hard work of the scholars for the understanding of the Qur'an is included. So that there is encouragement and education and training for those who are performing their duties for the defense of the homeland. Of course, this is a good effort by the army officers.

Keywords: *Summary Meaning of the Holy Qur'an , Analytical Study*

مولانا احمد علی لاہوریؒ کا تعارف

آپؒ اپنے وقت کے عظیم مفسر، قرآن مجید کے خادم اور انجمن خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ کے روح رواں، مدرسہ قاسم العلوم لاہور کے بانی، تحریک خلافت کے سرگرم رکن مولانا عبیداللہ سندھیؒ [1] کے شاگرد رشید تھے۔آپ کی ولادت دو رمضان المبارک 1304ھ بمطابق 1886 کو جمعہ کے دن جلال نامی گاؤں، ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ والد شیخ حبیب اللہ خود اسلام لائے تھے۔ ([2])

تعلیم وتربیت

آپؒ نے تعلیم وتربیت مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہی کے زیر سایہ ونگرانی حاصل کی۔ خاص طور پر فن تفسیر میں مہارت انہی سے حاصل کی اور حدیث کی کتب حضرت شیخ الہندؒ [3] سے پڑھیں۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ کی تربیت مولانا عبیداللہ سندھی کے ہاں ہی ہوئی۔ 1915ء میں مولانا سندھیؒ المتوفی 1363ھ حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے کابل چلے گئے تو مولانا سندھی کے مدرسہ نظارۃ المعارف اسلامیہ کے سربراہ مولانا احمد علی لاہوریؒ بنے۔ 1920ء کو آپ نے استاد کے طرز پر درس شروع کیا، جو بہت مقبول ہوا ۔آپ کے درس میں مولانا سندھیؒ کا رنگ غالب ہوتا تھا۔آپ نے مولانا سندھی سے تفسیر کے جو رموز اور نکات سیکھے تھے، وہ آپ نے سولہ کاپیوں میں درج کیے ہوئے تھے۔آپ کے درس میں انقلابی رب غالب رہتا تھا([4])۔آپؒ نے منازل سلوک حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ (پاکستان کے مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں) کی خدمت میں رہ کر طے کیں([5])۔

درس قرآن

مولانا لاہوریؒ کی پرورش امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے ہاں ہوئی تھی، اس لیے مولانا احمد علی لاہوریؒ کو مولانا عبید اللہ سندھی کا روحانی جانشین کہاجاتاہے۔ مولانا سندھی دھلی میں ہی قرآن مجید کے دورس دیا کرتے تھے۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں: "مولانا کی تعلیم وتربیت انہی (مولاناسندھی) کے زیر نگرانی ہوئی اور انھوں نے اس تعلق کا حق اداکر دیا۔ مولانا کی ہجرت کے بعد انہی نے ان کے کام کو سنبھالااور دہلی میں ان کے درس کاسلسلہ جاری رکھا۔ جب انگریزی حکومت نے انھیں دہلی سے جلاوطن کر کے لاہور پہنچایاتوآپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر درس قرآن کاآغاز کیااور رفتہ رفتہ آپ شیرانوالہ گیٹ کی اس مسجد میں منتقل ہوگئے جو لائن والی مسجد یا سبحان خان کی مسجد کے نام سے مشہور ہے" ([6])۔

طریقہ درس

"آپ قرآن مجید کے ایک رکوع کوتلاوت کرنے کے بعد اس کا سلیس ترجمہ کرتے پھر نزول آیات کے ماحول کے پیش نظر سابقہ مفسرین کی تشریح اور توضیح کی روشنی میں بیان کرتے۔ بعدازاں "الاعتبار والتاویل" کے طور پر آیات کی زمانہ حاضرہ کے حالات پر تطبیق فرماتے تھے۔ نصوص قرآنی سے معانی کے استخراج، مطالب ومفاہیم کے استنباط اور پھر عصر حاضر کے ساتھ ان کی تطبیق کاآپ کو خاص ملکہ حاصل تھا" ([7])۔

"آپ نے 1922 کوانجمن خدام الدین اور 1924 کو مدرسہ قاسم العلوم قائم کیا([8])۔ آپ کواللہ تعالیٰ نے فن تفسیر میں زبردست ملکہ دیاتھا، چنانچہ آپ سے فن تفسیر حاصل کرنے کے لیے دور دراز سے فارغ التحصیل طلبہ حاضر ہوتے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر واپس جاتے۔ آپ نے سندھی زبان میں قرآن کاترجمہ بھی کیااور حواشی بھی لکھے۔ 1947 میں اردو میں مترجم قرآن مجید شائع کیاجس میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی کاترجمہ ہے" ([9])۔

مولانالاہوریؒ کے درس کی خصوصیات

آپؒ کے درس قرآن کی خصوصیات درج ذیل ہوتی تھیں۔آپؒ نے مولانا سندھیؒ کے مدرسہ نظارۃالمعارف کاپروگرام قیام پاکستان 1947ء کے بعد بھی چلایا۔ اس کے تین مقاصد تھے۔

1۔ درس قرآن وحدیث

2۔ شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات کی نشرواشاعت

3۔ برطانوی استعمار کی مخالفت اورآزادی پسند گروپوں سے تعاون

آپ اپنے درس قرآن میں فلسفہ ولی اللہی کو تشریح قرآن میں اس طرح سمو دیتے کہ ایک دنیاوی تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ اسے اچھی طرح اخذ کرسکتا تھا۔ یہی وہ طرز تھا جسے بقول مولانا سندھیؒ، حضرت شیخ الہندؒ نے تدریس حدیث میں بھی اختیار فرمارکھاتھا([10])۔

آپ نے درس قرآن کی ابتداء 1917 سے کردی تھی اور آخر دم تک اسے نبھایا([11])۔آپ کاانتقال 18رمضان المبارک 1381ھ بمطابق 23فروری 1962 کو نماز عشاء میں بحالت سجدہ ہوا۔ لاہور میں مدفون ہیں ([12])۔

مولانااحمد علی لاہوری علماء کرام کی نظرمیں

سید ابوالحسن علی ندویؒ کی رائے: فرماتے ہیں: اگر مولانا احمد علیؒ سے میری ملاقات نہ ہوتی تو میری زندگی اچھی یابری بہرحال موجودہ زندگی سے بہت مختلف ہوتی ([13])۔

مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن کا تعارف واسلوب

"مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن " کے نام سے مرتب کتاب حضرت مولانا محمد علی لاہوریؒ کے افادات ہیں جنھیں مولانا عبدالقیوم قاسمی ([14]) نے مرتب کیاہے۔اسی کتاب کے ساتھ دوسرے حصے میں مولانا اصغر حسینؒ کے افادات بھی معلق کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ بھی فاضل مرتب نے لکھاہے۔ جس میں قرآن مجید کے مختلف کلامی مسائل کو مدلل انداز میں بیان کیاہے اور مقدمہ کے بعد امام الاولیا مولانا لاہوریؒ کے تفسیری افادات بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب کو "اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاون کراچی "نے شائع کیاہے۔ یہ کتاب 500 صفحات پر مشتمل ہے جس میں رکوعات کا خلاصہ انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کیا گیاہے۔

خصوصیات کتاب

کتاب میں اسلوب ترتیب جسے ابتداء سے منتخب کیا، اسے آخر تک اپنایاہے۔ مولانا لاہوریؒ نے قران مجید کے ہر رکوع کی تلخیص صرف چند الفاظ میں بیان کرکے ساتھ ہی آیات کی نشاندہی بھی کردی ہے۔امام لاہوریؒ کا طریقہ تفسیر اس وقت پاکستان کے علماء کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ نہایت مختصر الفاظ میں طویل مباحث کو بیان کردیا کرتے تھے۔آپ کے الفاظ میں اس قدر جامعیت ہوتی کہ الفاظ سننے والے کے دل میں اترتے چلے جاتے اور وہ قرآن کے مفاہیم سمجھتا چلا جاتا۔

خلاصہ سورت

مولانا لاہوریؒ کا طرز تفسیر جو کتاب سے معلوم ہوا وہ یہ تھا کہ آپ آیات قرآنی یا رکوعات قرآنی کا صرف خلاصہ ہی بیان فرماتے تھے۔ پورے خلاصہ میں روایتی مصنفین کی طرح کسی جگہ سورتوں کا تعارف نہیں کرایا گیا۔ نہ توان کی آیات کی تعداد کی نشاندہی کرائی گئی نہ ان کے رکوعات کی تعداد کے متعلق بتایا گیاہے۔البتہ سورتوں کی ابتداء میں مکی مدنی ہونا درج کیا گیاہے اور پھر آیات یا رکوعات کے خلاصہ جات بیان کیے گئے ہیں۔آپ کے افادات کو جن شاگردوں نے مرتب کیا، انھوں نے انتہائی اختصار کے ساتھ کام لیتے ہوئے جمع کیا۔ سورۃ الفاتحہ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : سورۃ الفاتحہ مکیہ :خلاصہ : یہ سورت پورے قرآن مجید کے مضامین کا اجمالی نقشہ ہے۔ مآخذ : توحید (آیت 1، 2) ، قیامت (آیت 3)، رسالت وغیرہ (آیت 6)، بر گزیدگان (آیت 6)، مردودین (7) ([15])۔

سورتوں کے مابین ربط

مولانا احمد علی لاہوریؒ کے طرز تفسیر میں سے یہ تھا کہ آپ ہر سورت کا مابعد سے ربط بھی بیان کرتے تھے۔

سورت الاعراف کے شروع میں ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : "سورۃ البقرۃ میں یہود کو دعوت الی الکتاب دی گئی تھی، سورۃ آل عمران میں نصاریٰ کو دعوت الی التوحید دی گئی تھی، سورۃ النساء میں اصلاح عرب پیش نظر تھی، سورۃ الانعام میں اصلاح مجوس مقصود تھی، سورۃ الاعراف میں بقیہ اقوام عالم کو دعوت الی القرآن دی جاتی ہے" ([16])

خلاصہ رکوعات

فاضل مصنف نے کتاب سے فنی مباحث کو دور رکھاہے۔ نہ تو اس کی آیات کے ساتھ تراجم کو یکجا کیا گیاہے نہ ہی اسلاف کی کتب تفاسیر کو درج کیا گیاہے، تاہم کتاب میں آیات یا رکوعات کے خلاصہ جات نہایت اختصار کے ساتھ درج کیے ہیں جو مصنف کی قرآن فہمی اور علمی دسترس کا واضح اور منہ بولتا ثبوت ہیں۔آپ نے کتاب میں پاروں کی نشاندہی کے علاوہ کسی جگہ کوئی عنوان قائم نہیں کیا، سوائے خلاصہ رکوع کے۔ اس عنوان کے تحت آپؒ نے رکوعات کا خلاصہ ایک یا دو سطر میں تحریر کیاہے۔ سورۃ الحج کے خلاصہ میں لکھتے ہیں : خلاصہ رکوع 7 :جب انبیاء نے حق کی آواز اٹھائی تو شیطان نے ان کے مقابلہ میں ہتھیار سنبھالے (مآخذ آیت

52)۔خلاصہ رکوع 8: تعلق باللہ درست کرنے کے لیے ضرورت کے وقت وطن دیار کو خیر آباد کہیں گے ،ان کی ضروریات کا کفیل اللہ ہو گا۔(ماخذ آیت 58) ([17])۔

خلاصہ مفہوم قرآن مجید (شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن کورڈائریکٹریٹ)

خلاصہ مفہوم قرآن مجید کی اشاعت کے دو بنیادی اسباب شروع میں درج کیے گئے ہیں جو کتاب کی اشاعت کا باعث بنے۔

1۔دفاع کے متعلق قرآنی راہنمائی

کتاب کو شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ ، جنرل ہیڈ کوارٹرز نے شائع کیاہے جسے پاک افواج کے شہیدوں اور غازیوں کے نام منسوب کیا گیاہے۔اس کتاب کا پیش لفظ چیف آف آرمی سٹاف جنرل ٹکا خان کی جانب سے لکھا گیاہے۔ جس میں انھوں نے اس کتاب کے سبب تالیف کے متعلق لکھا: "قرآن مجید کے مطالعہ اور حضورﷺ کی حیات طیبہ سے صاف ظاہر ہے کہ دفاع جیسے اہم شعبہ کے متعلق بھی ہماری پوری راہنمائی فرمائی گئی ہے۔قرآن مجید کی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے تلاوت یقیناً پہلا مرحلہ ہے لیکن اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن پاک کا مفہوم اور ترجمہ اپنی زبان میں بھی پڑھ لیاجائے اس مقصد کے تحت پاکستان آرمی کے شعبہ دینی تعلیمات نے قرآن مجید کے مفہوم کا مختصر خاکہ کتاب کی شکل میں تیار کیاہے " ([18])

2۔پاک آرمی کے نوجوانوں کی راہنمائی

کتاب کی ابتداء میں ہی اسباب تالیف میں سے ایک سبب یہ لکھا گیاہے : " چونکہ عمل کرنے کے لیے قرآن پاک کو پڑھنااور سمجھناضروری ہے۔اس لیے قرآن مجید کے مفہوم کا مختصر خاکہ ایک کتاب کی شکل میں پیش کیاجارہاہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ فوج کاہر فرد اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے تھوڑا ساوقت نکال کر قرآنی آیات کے خلاصہ اور مفہوم کامطالعہ کرلے تاکہ روز مرہ کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے واقفیت حاصل کرسکے " ([19])۔

"خلاصہ مفہوم قرآن مجید" کااسلوب

یہ کتاب اردو زبان میں مرتب کی گئی ہے ،جو پاکستان آرمی کے نوجوانوں میں قرآن فہمی کاشعور بیدار کرنے کی حوصلہ افزاء کاوش ہے۔یہ کتاب 180 صفحات پر مشتمل ہے جس میں ہر سورت کے ہر ہر رکوع کی تعلیمات کاخلاصہ مختصر اور جامع انداز میں پیش کیاہے۔

کتاب کااسلوب یہ ہے کہ اس کتاب کی اہم خاصیت یہ ہے کہ اس کی ابتداء میں تین فہرستیں مرتب کی گئی ہیں۔پہلی فہرست میں قرآنی مضامین کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق درج کیا گیاہے۔اس فہرست کی وجہ سے قرآن مجید کے اہم نوعیت کے عنوانات کو جاننا انتہائی سہل اور آسان ہو چکاہے۔اس فہرست میں درج ذیل پانچ امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔

1۔مضمون 2۔صفحہ 3۔پیرا

4۔پارہ 5۔رکوع

کتاب میں لفظ "الف" کے ضمن میں 53 عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔اسی طرح دیگر حروف کے ضمن میں چیدہ چیدہ عنوانات لگاکر کتاب سے استفادہ کو نہایت سہل اور آسان کر دیا گیاہے ([20])۔

خلاصہ مفہوم قرآن کی دوسری فہرست میں آغاز سورۃ کے عنوان کے تحت دو امور درج کیے گئے ہیں۔

1۔سورۃ کا نام 2۔کتاب کا صفحہ نمبر ([21])۔

کتاب کے اس اسلوب ترتیب سے سورت کے اعتبار سے استفادہ نہایت آسان ہو چکا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی خاص سورت کے متعلق پیغام خداوندی کو پڑھنا چاہتا ہو، باآسانی فہرست کھول کر سورت تک پہنچ سکتا ہے اور اس سورت کے مرکزی مضمون کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں تیسری فہرست میں "آغاز پارہ" کا عنوان قائم کیا گیا ہے جس کے تحت صرف دو چیزیں درج کی ہیں۔ 1۔ پارہ نمبر 2۔ صفحہ نمبر۔

اگر کوئی شخص کسی خاص پارہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ باآسانی اس تک پہنچ سکتا ہے ([22])۔

اسلوبِ ترتیب

اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ اس کی ابتداء سے مصنفین نے جس طرز کو اختیار کیا، آخر تک اسی طریقہ کار کے مطابق کتاب کو مکمل کیا۔ کتاب کو چھوٹی چھوٹی ستائیس منازل میں تقسیم کیا گیا ہے، ہر منزل اتنے حصے پر مشتمل ہے جو عام طور پر تراویح میں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں اہم مضامین کی فہرست بھی دی گئی ہے تاکہ مطلوبہ مضامین کو آسانی سے تلاش کیا جاسکے۔ اس میں مزید آسانی پیدا کرنے کے لیے یہ فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔ فاضل مصنفین نے حروف تہجی کی اس ترتیب میں پانچ چیزوں کا التزام کیا ہے۔

پس اگر کوئی شخص اس کتاب سے استفادہ کا متمنی ہو تو وہ رمضان المبارک میں قرآن مجید کے تلاوت کیے جانے والے حصے کا خلاصہ پڑھ سکتا ہے اور سننے والے کو آیات قرآنی کا مفہوم آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ نیز وقت کی کمی کے باعث اگر کسی تفسیر یا مستند ترجمہ سے استفادہ کا موقع نہ ہو تو کتاب کے متعلقہ حصے کو پڑھ کر مختصر طور پر معلوم کیا جاسکتا ہے کہ زیر تلاوت قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات کیا ہیں۔ کتاب میں عام روایتی مصنفین اور خلاصہ جات مرتب کرنے والوں سے ہٹ کر کتاب کے لیے درج ذیل امور کا التزام کیا ہے۔

خلاصہ سورت

پوری کتاب میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ باقی مصنفین کے طرز سے ہٹ کر سورت کا تعارف مثلاً نام کی وجہ تسمیہ، مکی مدنی، تعداد آیات، ترتیب تلاوت، ترتیب نزولی، تعداد رکوعات، تعداد الفاظ اور تعداد حروف جیسی مباحث میں الجھنے کے بجائے کتاب کے مرکزی مقصد کو مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے بلکہ بعض مواقع پر قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ لکھنے پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے ([23])۔

خلاصہ مضامین رکوعات

کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں رکوعات کے اعتبار سے خلاصہ مرتب کیا ہے۔ ہر رکوع کا خلاصہ صرف چند سطروں میں قلمبند کیا گیا ہے بلکہ بعض اوقات متعدد رکوعات کو یک جا کر کے چند سطروں کا خلاصہ بھی مرتب کیا گیا ہے اور یوں سورت کے خلاصہ جات کی تعداد اس سورت کے رکوعات کے برابر نہ ہے البتہ ہر صفحے پر رکوع نمبر آویزاں کیا گیا ہے جو قاری کے لیے مزید آسانی کا موجب ہے۔

اسلاف کی تفسیروں سے استفادہ

"خلاصہ مفہوم قرآن" کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس کتاب میں جو انداز اختیار کیا گیا ہے، وہ نہایت سہل ہے۔ کتاب میں لفظی تصنع کے بجائے آسان الفاظ میں مفہوم سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب اسلافِ امت کے افکار و نظریات کا حسین مجموعہ ہے، اگرچہ اسلاف کی کتب تفاسیر کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ شاید اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ کتاب کو تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن کے متعلق آگاہی کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس لیے حوالہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ واضح

رہے کہ "خلاصہ مفہوم قرآن" (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ) ([24]) کی عملی تفسیر نظر آتا ہے ، جس کے تحت قرآن میں بیان کیے جانے والے مفاہیم اور معانی قاری کے دل میں نقش کرتے چلے جاتے ہیں۔

خلاصہ القرآن کے مشترک نکات وافادیت

قرآن تو کتاب انقلاب ہے ، جو انسان کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیتا ہے۔ قرآن مجید کا عملی نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔ وہ اسلام سے پہلے اسلامی تعلیمات سے روشناس نہ تھے مگر جب قرآن مجید کا نزول ہوا تو اس کے بعد ایسے ہدایت یافتہ ہوگئے کہ جن پر انسانیت آج تک فخر کرتی ہے۔ عرب کے دیہاتی صحرا نشینوں کے بارے میں کون سوچ سکتا تھا کہ ان کی تقدیر بدلے گی ۔ مگر قرآن نے صرف 23 سالوں میں ان کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور انھیں زمین کی پستیوں سے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ مختصر سے عرصہ میں عرب کے وہی بدوں روم اور فارس جیسی سلطنتوں کے وارث بن گئے۔

خلاصہ قرآن کے اثرات اور ان کی نوعیت

بنیادی طور پر خلاصۃ القرآن کے عنوانات سے لکھی جانے والی کتب مختلف مصنفین کے وہ مجموعے ہیں جنہیں دروس قرآن کی مجالس کے بعد جمع کیا گیا یا رمضان میں تراویح کے بعد "خلاصہ القرآن" کے نام سے جو درس دیے جاتے ہیں۔ اگر ان کتب کے اثرات کا جائزہ لیا جائے کہ آیا اردو زبان میں لکھے جانے والے خلاصہ جات مسلمان کے دل میں قرآن فہمی کا شعور بیدار کرنے میں کردار ادا کر رہے ہیں ؟

کیا ان خلاصہ جات سے اہل ایمان کے دل قرآنی نور سے منور ہو رہے ہیں ؟ تجزیاتی مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پاکستان میں مذکورہ بالا خلاصہ جات کی شکل میں قرآن فہمی کے لیے کی جانے والی کوششیں نہایت قابل قدر اور حوصلہ افزاء ہیں۔ ان کوششوں کے پیچھے علمائے کرام کی محنت اور جہدِ مسلسل ہے جو سالہا سال سے اپنی بساط کے مطابق قرآن مجید کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ قرآن مجید کے دروس کے حلقہ جات لگا کر سامعین کو قرآن مجید کی تعلیمات سے بہرہ ور کرتے ہیں اور جو لوگ ان کے دروس میں براہ راست شامل نہیں ہو سکتے ، ان کے لیے کتابیں مرتب کر کے امت کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جن شخصیات کے دروس اور کتب میں قرآن مجید کے جن پہلوؤں کو زیادہ اجاگر کیا جاتا ہے ،ان کے واضح اثرات ان کے شاگردوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی قوت تاثیر کو اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴾([25])۔

(اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی حالت پر غور کریں)۔

مفسر قرطبیؒ اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں: "اگر پہاڑوں کو عقل دی جاتی اور پھر اس قرآن کے ذریعے ان سے خطاب کیا جاتا تو پہاڑ قرآنی مواعظ کے سامنے جھک جاتے اور اپنی سختی و مضبوطی کے باوجود انہیں ہم خوف خدا سے پھٹا ہوا دیکھتے۔" ([26])۔

مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید اپنی قوتِ تاثیر کیوجہ سے ہر طبقہ فکر پر گہرے نقوش اور اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ کتاب ہدایت انسان کو جسمانی اور امراض کے ساتھ روحانی امراض مثلاً بغض، حسد، کینہ ، غیبت ، فحاشی و عریانی ، بخل ، جھوٹ ، قانون شکنی اور بے انصافی سے بچاتی ہے۔ قرآن مجید کی قوت تاثیر ملاحظہ ہو :

حضرت جبیر بن مطعمؓ نے قرآن مجید کی آیت مغرب کی نماز میں سنی۔

ا مْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الخَالِقُونَ، أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بَلْ لاَ يُوقِنُونَ، أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَ ائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُونَ " تو کہنے لگے : كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِير۔ (طه : 135)

قریب تھا کہ میرا دل نکل جاتا ([27])۔

قرآنی تاثیر کی اصل حقیقت

قرآن مجید کی تاثیر اور حقیقی قدر و قیمت اس کے معانی میں پوشیدہ ہے۔ قرآن مجید پڑھنے والا اپنے اندر تبدیلی اس وقت محسوس کرتا ہے، جب وہ قرآن کے معانی کو سمجھ رہا ہو۔ معانی قرآن ہی انسان کے دل میں قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں اور یوں انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر کامل یقین رکھتا ہوا زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں علمائے کرام خلاصہ جات کے ذریعے اسی محنت کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا مقصد قرآن مجید کو عامۃ الناس کے لیے آسان بنانا ہے تاکہ عربی زبان سے ناواقف لوگ قرآن کا مطالعہ آسانی سے کر سکیں۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں انہی علمائے کرام کی اس محنت اور کوشش کو سراہنے کے بجائے بعض اوقات انھیں ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ مختلف نام نہاد دانشور علماء کی سال ہا سال کی محنت کو ایک لفظ میں مہمل اور بیکار قرار دے کر اپنی دانشوری کا سکہ چلا بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ یہ سماج کی جانب سے بدترین زیادتی ہے جس کا شکار مذہبی طبقہ کا ہر فرد ہے۔ اس کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں مختلف مکاتب فکر کے علماء قرآن خدمت اپنے اپنے انداز سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ہر فرد کا انداز بیان دوسرے سے مختلف ہے البتہ یہ بات واضح رہے کہ معاشرے کی اصلاح کے لیے صرف چند افراد کو کوشش کافی نہیں بلکہ ہر فرد کو ایسے کاموں کا اہتمام کرنا چاہیے کہ جن سے قرآنی تعلیمات کے دیر پا اثرات معاشرے میں ہر سطح پر نظر آئیں۔ ایسا اس وقت ہی ممکن ہے جب قرآن مجید ہماری صرف رمضان میں معمول بھانہ ہو، بلکہ قرآنی تعلیمات کے اثرات سال کے تمام مہینوں میں اپنی خوشبو بکھیرتے ہوئے نظر آئیں۔

قرآن مجید کے انسانی زندگی پر اثرات

قرآن مجید انسان پر جو اثرات مرتب کرتا ہے، اس کا آغاز دل میں قرآنی نور کے داخل ہونے سے ہوتا ہے اور اچھے عمل پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات سے انسان کے اندر کا انسان بیدار ہو جاتا ہے۔ جس سے انسان گناہوں، غفلتوں اور خواہش کی پیروی سے جنم لینے والی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ اس کی ایمانی کیفیت روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے اور دل کے تمام احساسات میں روشنی اور زندگی کا احساس ہوتا ہے۔ یوں قرآن سمجھنے سے آدمی حقیقی قرآنی زندگی سے متعارف ہو جاتا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ([28])

(کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو وہ روشنی عطا کی جس کے اجالے میں وہ لوگوں کے درمیان زندگی کی راہ طے کرتا ہے، اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہو اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو؟)

اگر ہم قدیم وجدید زمانہ میں لکھی جانی والی مطولات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ان کتب سے استفادہ ہر خاص وعام کے بس میں نہیں۔ یہ کتب علمی موشگافیوں، فنی پیچیدگیوں، عالمانہ انداز گفتگو، ٹھوس علمی اور بلیغ طرز تحریر کے ساتھ ساتھ قدیم لمبی چوڑی مباحث پر مشتمل ہیں اور ان مباحث کو پڑھنے، سمجھنے اور سمجھ کر منطقی نتیجہ نکال کر راہ عمل بنانا ایک آدمی کے لیے آسان نہیں۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں مختلف فنون کے بیک وقت پڑھنے کے ساتھ علمی استعداد کمزور اور علمی رسوخ کم ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے وقت میں استفادہ کا بہترین طریقہ خلاصہ جات سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ عبدالعزیز بن مرزوق الطریفی اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولكن الاختصار أقرب للاستفادة من الإطالة.([29])۔

(لیکن اختصار/خلاصہ جات مطولات کے مقابلہ میں استفادہ کے زیادہ قریب ہیں)۔

ایسے حالات میں خلاصہ جات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے جب ایک آدمی اپنی مصروف زندگی میں خلاصہ جات پڑھ کر مسائل کے نتائج سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اپنے زندگی کے لیے راہ عمل متعین کر دیتا ہے۔اسی وجہ سے علماء کرام نے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کے لیے کتب مرتب کیں۔انھوں نے پڑھے لکھے افراد کے لیے مفصل، عام عوام کے لیے نہایت مختصر جبکہ درمیانے درجے کے لوگوں کے لیے متوسط کتابیں مرتب کیں۔قرآن فہمی کی اس فکر پر چلنے والے عظیم مفسر ڈاکٹر وھبہ الزوحیلی بھی ہیں جنہوں نے لوگوں کے علمی پیمانے کے مطابق تین الگ الگ تفاسیر مرتب کیں۔ مفسر خود لکھتے ہیں:

همم الناس تتفاوت، ومستويات العلم تختلف، فقد يسّر الله الكريم لي أن أفسّر القرآن الكريم ثلاث مرات متعاقبة، ليأخذ كل إنسان بأي مستوى يتفق مع رغباته وإمكاناته، وكانت ولله الحمد التفاسير الثلاثة، وأصبحت لأول مرة هذه التفاسير في متناول الناس في كل مكان:

1۔ التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج (16 مجلدا)لأهل الاختصاص.

2۔ التفسير الوجيز، للعامة وأكثرية الناس.

3۔ التفسير الوسيط، لمتوسطي الثقافة (3 مجلدات)۔

يقتصر (التفسير الوجيز) على بيان المقصود بكل آية، بعبارة شاملة غير مخلّة بالمعنى المراد([30])۔

علامہ عینیؒ حنفی نے التاریخ الکبیر کو 20 جلدوں پر مرتب کیا تھا بعدازاں خود ہی اس کی تلخیص کرتے ہوئے تین جلدوں میں خلاصہ لکھا۔ فاضل مصنف خود رقمطراز ہیں:

وله (للبدرالعينى)التاريخ الكبير على نظام السنين في عشرين مجلدة، واختصره في ثلاث مجلدات([31])۔

قرآن مجید انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ بنی نوع انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک انبیائے کرام بھیجے۔ان تمام انبیاء نے اپنے اپنے ادوار میں ذات خداوندی سے منحرف ہونے والی انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ انھیں گمراہی اور ضلالت کے راستے سے ہٹا کر ایک خدا کے در پر پہنچایا۔ مختلف معبودوں کے سامنے جھکنے والی پیشانیوں کو ایک خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی تعلیم دی۔الغرض صحف، سابقہ آسمانی کتب اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی ہدایت کے لیے نازل ہوئے۔ ہر زمانہ کے نبی کا کام اس آسمانی پیغام کو عوام کے سامنے واضح کرنے کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا تاکہ پیغام خداوندی سے عامۃ الناس میں تفکیر اور خوف خدا پیدا ہو سکے اور غافل اقوام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑا جا سکے۔انبیاء کا مقصد پیغام خداوندی کو مخلوق خدا تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیھم السلام کے فریضہ تبلیغ کو یوں بیان کرتے ہیں:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾([32])۔

(اور ہم نے آپ کی جانب ذکر (قرآن) نازل کیا، تاکہ جو ان کے لیے نازل ہوا، آپ اسے لوگوں کے لیے کھول کر بیان کریں تاکہ وہ غور و فکر کریں)۔

قرآن کریم حضرت محمد ﷺ کیطرف اس لیے نازل کیا گیا کہ آپ اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں اور اس سے لوگوں کی راہنمائی ہو، عامۃ الناس قرآن کریم میں بیان ہونے والے اصول ہدایت کو سمجھ کر ان پر عمل کرئں اور دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل

کریں کیونکہ مسلمان کی فلاح کتاب وسنت پر عمل کرنے میں ہے اور ہر اس کام سے اجتناب میں ہے جس کام سے اللہ اور اسکے رسول نے منع کیا ہو۔ ترجمانی کے اسی فریضے کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾(33)۔

(اور ہم نے آپ پر کتاب کو اس لیے نازل کیا تاکہ آپ اس کو کھول کر بیان کریں ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس میں نزاع ڈال رکھے تھے۔ یہ کتاب ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے)۔

انبیاء کی بعثت کا اہم مقصد تبلیغ احکام الٰہی ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم بھی عطا فرمائے جو آپ کا خاصہ ہے۔

فرمان رسول ﷺ ہے :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ "(34)۔

جوامع الکلم کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: " وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الكَلِمِ: أَنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ الأُمُورَ الكَثِيرَةَ، الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الكُتُبِ قَبْلَهُ، فِي الأَمْرِ الوَاحِدِ، وَالأَمْرَيْنِ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ "(35)۔

(امام بخاریؒ نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی کہ جوامع الکلم وہ امور تھے جن کو سابقہ آسمانی کتب میں لکھا گیا تھا، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو امور میں جمع فرمایا تھا۔ گویا سابقہ انبیاء کی خاصیات کو آپ کی ذات میں جمع فرمایا تھا)۔

کلام میں جامعیت اور اختصار وسائل ابلاغ کا وہ بہترین ذریعہ ہے، جس کے مطابق ایک قاصد اپنا پیغام دوسرے شخص تک کم وقت میں پہنچا سکتا ہے۔ طویل گفتگو بعض اوقات سننے والوں کے لیے اکتاہٹ اور اذیت کا باعث بن جاتی ہے۔

صاحب جلالین اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اختصار الكتب من أنفع وسائل التحصيل(36)۔

(مختصر کتابیں حصول علم کا بہترین ذریعہ ہیں)۔

اختصار کی شرائط

علمائے کرام نے کسی بھی عبارت کو مختصر کرنے کے لیے کچھ شرائط عائد کی ہیں، جن کو ملحوظ خاطر رکھ کر کسی بھی عبارت کو مختصر کیا جاسکتا ہے، ورنہ تلخیص غیر معتبر اور نا تمام سمجھی جائے گی۔ تلخیص کرنے والا اپنے منصب کی حساسیت کے باعث ان جملہ امور سے واقف اور آگاہ ہو، کیونکہ وہ متکلم کی مراد کو جن افراد تک پہنچانا چاہتا ہے، اگر ان شرائط کا خیال نہیں رکھے گا، تو پیغام یا تو ناتمام اور نامکمل دوسروں تک منتقل ہو گا یا وہ اضافی امور پیغام کا حصہ بن جائیں گے جو متکلم کی مراد ہی نہ تھے اور یہ متکلم اور ملخص دونوں کے لیے باعث اذیت ثابت ہوں گے۔ ایسے حالات میں کسی بھی عمل کی انجام دہی سے قبل ضروری ہے کہ اس کی شرائط سے آگاہی ہو تاکہ غلطی کا امکان کم سے کم ہو اور متکلم کی مراد کے بیان میں بھی کسی قسم کا اخفاء باقی نہ رہے۔ مولانا صدیق خان قنوجیؒ (متوفی 1307ھ) اختصار کی انہی شرائط پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :

"الاختصار إذا جمع ثلاثة أشياء أحدها: الاستقصاء في الصفة، والثاني: الاهتمام في المعنى، والثالث: الإيجاز كانت المادة بذلك أبلغ "(37)

(کسی بھی کلام میں اختصار تب ہوتا ہے جب اس میں تین چیزیں پائی جائیں۔

1۔ خلاصہ بیان کرنے والا متکلم کی مراد کو ذمہ داری سے واضح کرے۔

2۔ متکلم کی مراد کو بیان کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہو۔

3۔ متکلم کی مراد کو بلیغ بنانے کے لیے کم الفاظ استعمال کیے گئے ہوں۔

گویا ملخص (خلاصہ بیان کرنے والا) اس بات کا پابند ہے کہ وہ متکلم کی مراد کو من و عن دوسروں تک پہنچائے۔ اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہ کرے۔ جو پیغام اس کے سپرد کیا جائے، اسے دوسرے تک منتقل کرے، البتہ اسے صرف ایک اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے الفاظ کو مختصر رکھے، تاکہ مخاطب متکلم کی مراد تک کم وقت میں، سہل طریقے سے اور زیادہ تتبع کیے بغیر پہنچ جائے اور وہ کلام شک وشبہ سے بھی خالی ہو۔ طویل اور پیچیدہ گفتگو سامعین کی اُکتاہٹ کا موجب بنتی ہے اور متکلم کی موضوع پر عدم دسترس کا بھی ثبوت سمجھی جاتی ہے۔

نتائج بحث

چند اہم نتائج درج ذیل ہیں:

- مولانا احمد علی لاہوریؒ پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے پہلی مرتبہ قرآن فہمی کے لیے "خلاصۃ القرآن" کی بنیاد ڈالی اور آپ کا بویا ہوا بیج اس وقت ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ آپ کے شاگرد، تلامذہ اور تربیت یافتہ علمائے کرام پورے عالم اسلام کی مساجد میں "خلاصۃ القرآن" یا "درس قرآن" کی صورت میں قرآن کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا لاہوریؒ نے "خلاصۃ القرآن" کے لفظ کا خیال رکھتے ہوئے کسی اور بحث سے تعرض نہیں کیا۔ صرف رکوعات کا خلاصہ نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ ذکر کرکے کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جو آپ کے علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قرآنی سورتوں کا ماقبل سے ربطہ بیان کرکے خلاصہ کو چار چاند لگادیے ہیں۔
- آپ کا اسلوب تحریر نہایت سادہ، دلنشین اور سلیس ہے۔ آپ کی تحریرات کی عام فہم زبان کے باعث ہر فرد استفادہ کرکے اپنے اندر قرآن فہمی کا شعور بیدا کرسکتا ہے۔ کتاب مناظرانہ موشگافیوں اور فنی پیچیدگیوں سے خالی ہے۔ عام روایتی مصنفین کی طرح اس میں جملہ منطقی مباحث سے اجتناب کیا گیا ہے۔
- "خلاصہ مفہوم قرآن" پاک آرمی کے نوجوانوں میں قرآن فہمی کا شعور بیدار کرنے کی لائق تحسین کاوش ہے۔ کتاب کا اسلوب نہایت سادہ، دلنشین اور سلیس ہے۔ کتاب لفظی تصنع سے پاک ہے۔ کتاب فنی پیچیدگیوں اور مسلکی منافرت سے پاک ہے۔ جسے قرآن سے استفادہ کی حوصلہ افزاء کوشش کہا جاسکتا ہے۔
- خلاصہ مفہوم قرآن دیگر مصنفین کی تلخیصات کی طرح عصر حاضر میں قرآن فہمی کے لیے ایک مقبول کتاب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مصنفین کی مساعی جمیلہ کو قبول کرتے ہوئے اس کتاب کو قرآن فہمی کا ذریعہ بنائے، مصنف کو شایان شان اجر وثواب عطافرمائے۔
- کتاب میں بے فائدہ اسرائیلی قصص اور حکایات ولطاف سے اجتناب کرتے ہوئے قرآنی آیات کے سلیس ترجمے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ "خلاصہ مفہوم قرآن" میں عقائد کے مسائل اور جہاد کی فرضیت وترغیب کو نہایت عمدہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ پاک آرمی کے نوجوانوں کی جانب سے وطن کے دفاع میں جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں "خلاصہ مفہوم قرآن" کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

❖ خلاصہ جات کے لکھنے کا بنیادی مقصد عوام میں مختصر وقت میں قرآن مجید کا فہم پیدا کرنا ہے۔ یقیناً عصر حاضر میں اس منہج پر کام کرنے کی نہ صرف ضرورت ہے، بلکہ اس کام کی انجام دہی کے لیے کوشاں افراد داد تحسین کے بھی مستحق ہیں۔ البتہ تلخیص کے لیے ضروری ہے کہ اس سے مفہوم مکمل ادا ہو رہا ہو۔ ایسی تلخیص جس کی وجہ سے معنی و مفہوم سمجھ میں نہ آسکے یا معنیٰ تبدیل ہو جائے، اسے مکروہ تلخیص کہا جاتا ہے۔

References

1۔ **مولانا عبید اللہ سندھی:** 12 محرم 1289ھ بمطابق 10 مارچ 1872ء کو سیالکوٹ کے قریب چیانوالی گاوں میں سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تحریک ریشمی رومال میں اہم کردار ادا کیا۔ تحریک آزادی کے نامور راہنماء تھے۔ 1884ء میں تحفۃ الہند نامی کتاب کی بدولت اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ 1915 میں شیخ الہند محمود حسن کے حکم پر کابل گئے۔

2۔ قاسمی، مولانا نظام الدین، **تذکرہ اکابر**، ناشر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، نندوربار، مہاراشٹر، ایڈیشن 2012ص 146۔

3۔ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی: تحریک ریشمی رومال، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات کے قائد، مالٹا کے اسیر اور دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے۔ 1851 میں پیدا ہوئے اور 1920 میں وفات پائی۔

4۔ مولانا سندھیؒ کے افکار و خیالات، ص 133

5۔ قاسمی، مولانا نظام الدین، **تذکرہ اکابر**، ناشر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، نندوربار، مہاراشٹر، ایڈیشن 2012ص 147۔

6۔ ندویؒ، مولانا ابوالحسن علی، **پرانے چراغ**، مکتبہ الشباب العلمیہ لکھنو، طبع 2010، جلد 1، ص 141

7۔ خدام الدین لاہور، یکم مئی 1970، ص 13

8۔ ندویؒ، مولانا ابوالحسن علی، **پرانے چراغ**، مکتبہ الشباب العلمیہ لکھنو، طبع 2010، جلد 1، ص 135

9۔ قاسمی، مولانا نظام الدین، **تذکرہ اکابر**، ناشر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، نندوربار، مہاراشٹر، ایڈیشن 2012ص 146۔

10۔ عبدالرشید ارشد، **بیس بڑے مسلمان**، ص 663

11۔ ندویؒ، مولانا ابوالحسن علی، **پرانے چراغ**، مکتبہ الشباب العلمیہ لکھنو، طبع 2010، جلد 1، ص 138

12۔ ایضا، ص 134

13۔ ایضاً، جلد 1، ص 117

14۔ مولانا عبدالقیوم قاسمی کراچی کے معروف ادارہ مدرسہ معارف اسلامیہ سعید آباد کے مدیر اور کراچی کی معروف علمی شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ ان کا شمار پاکستان کے نامور علمائے کرام میں ہوتا ہے۔

15۔ لاہوری، مولانا احمد علیؒ **مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن**، ص 111

16۔ ایضا ص 128، 129

17۔ ایضاً، مولانا احمد علی لاہوریؒ، ص 155

18۔ **خلاصہ مفہوم قرآن مجید** (شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن کورڈائریکٹریٹ) ص 3، طبع پنگرافکس پرائیویٹ لمیٹڈ اسلام آباد، اشاعت دوم 1988ء، بمطابق 1408ھ۔

19۔ خلاصہ مفہوم قرآن مجید، ناشر، پاک آرمی، ص 5

20۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو: خلاصہ مفہوم قرآن صفحہ 9 تا 25

21۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ص 26 تا 28

22۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو: خلاصہ مفہوم قرآن، ص 30

23۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو خلاصہ مفہوم القرآن، پاک آرمی: ص 31، 39، 43، 48، 52، 56، الخ

24۔ سورۃ القمر 54:54

25۔ سورۃ الحشر 21:59

26۔ قرطبیؒ، امام ابو عبداللہ، **الجامع لاحکام القرآنؒ**، ج 18، ص 30

27۔ البخاری، محمد بن إسماعیل، **الجامع المسند الصحیح المختصر من إمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ**، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ-

28۔ سورۃ الانعام 6:122

29۔ التحجیل فی تخریج مالم یخرج من الأحادیث والآثار فی إرواء الغلیل، عبد العزیز بن مرزوق جلد 1، ص 8، مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع 1422ھ-2001م،

30۔ التفسیر الوسیط للزحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی، جلد 1، ص 6، دار الفکر، دمشق، الطبعۃ: 1422ھ

31۔ الإمام البقاعی ومنہاجہ فی تأویل بلاغۃ القرآن، محمود توفیق محمد سعد، جلد 1، ص 37

32۔ سورۃ النحل 16:44

33۔ سورۃ النحل 16:64

34۔ صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج النیسابوری (المتوفی: 261ھ-)، جلد 1، ص 371، الناشر: دار إحیاء التراث العربی — بیروت لبنان

35۔ صحیح البخاری، محمد بن إسماعیل إبو عبداللہ البخاری الجعفی، جلد 9، ص 36، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422ھ-

36۔ التعلیق علی تفسیر الجلالین، جلال الدین المحلی المتوفی: 864ھ- وجلال الدین السیوطی، ص 5

37۔ البلغۃ إلی إصول اللغۃ، صدیق خان القِنّوجی، (المتوفی: 1307ھ-)، ناشر: رسالۃ جامعیۃ - جامعۃ تکریت، جلد 1، ص 53